خطبات خواجہ شمس الدین عظیمی

ACD 123

Track - 2

43:00

''کیا مرد اور عورت میں یکساں صلاحیتیں ہیں؟''

میری بہنوں،میری بچیوں اور میری بزرگ خواتین آپ اللہ کا نام سننے کے لئے اور سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام سن کر جاں بندی کرنے کے لئے یہاں تشریف لائیںاور کئی گھنٹے مسلسل آپ نے انتظار کیا۔اس کے لئے آپ کو اللہ تعالیٰ جزا عطا کرے گا اور میں آپ کا شکر گزار ہوں۔آپ نے سعیدہ خاتون عظیمی کی تقریر سنی۔ زینب اشرفی عظیمی صاحب کی تقریر سنی۔اس سے آپ کو یہ اندازہ ہوگیا ہے کہ سلسلہ عالیہ عظیمیہ میںخواتین کی اپنی ایک حیثیت ہے۔اور عظیمی رشتے کے ناطے سے اہمیت بھی ہے۔بلاشبہ آپ سب خواتین اللہ تعالیٰ کے انعامات کی مستحق ہیں۔ آپ کے اندر خود کو ڈھونڈنے اپنا کھوج لگانے اور اپنی حیثیت کو جاننے اور پہچاننے کی طلب موجود ہے۔آج کی اس بڑی نشست میں میں چند باتیں ایسی عرض کرنا چاہتا ہوںجس کے اوپر خواتین نے اس کی وجہ کچھ بھی ہو غور و فکر نہیں کیا۔اور اس غور و فکر کے نہ کرنے میںخواتین کی اپنی حیثیت نہ صرف یہ کہ کمتر ہوگئی بلکہ ان کی حیثیت مردوں کے مقابلہ میں ناقابل تذکرہ بنادی گئی۔ہم جب تخلیق کا ذکر کرتے ہیںتو اس بات سے واقف ہوجاتے ہیںکہ تخلیقی اعتبار سے مرد ہو یا عورت اللہ تعالیٰ نے دونوں کا ایک ہی سسٹم قائم کیا ہے۔ایک ہی طریقہ سے عورتیں اور مرد پیدا ہوتے ہیں۔ ایک ہی سسٹم کے تحت مرد اور عورتیں جوان ہوتی ہیں۔اور ایک ہی سسٹم اور طریقہ کے تحت دونوں کو بوڑھاپا آتا ہے اور دونوں اس دنیا میں عارضی زندگی گزار کر دوسری دنیا میں منتقل ہوجاتے ہیں۔زندگی کا کوئی بھی شعبہ ہو۔زندگی کا کوئی بھی تقاضہ ہو۔زندگی کا کوئی بھی مشغلہ ہواس میں ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی ایسی بات نہیں ملتی جس کی بنیاد پر ہم یہ کہہ سکیںکہ مرد کو زندگی گزارنے میں فضیلت حاصل ہے۔اور عورت کو زندگی گزارنے میں کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے۔تخلیق کے بیان میں سب سے پہلی بات یہ آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو تخلیق کیا۔ آدم کو تخلیق کیا، آدم کو علوم سکھائے ان علوم کی بنیاد پر آدم کو کائنات میں ہر مخلوق پر فضیلت عطا کی۔اور اللہ تعالیٰ نے اس فضیلت کی بنیاد پر آدم کو ... کرکے جنت میں بھیج دیا جنت میں داخل کردیا۔یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ایک مظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ جس طرح چاہے تخلیق کرسکتا ہے۔پھر آدم سے حوا کی تخلیق ہوئی۔تو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا یہ مظاہرہ کیا کہ مرد سے بھی تخلیق ہوسکتی ہے۔ تیسری تخلیق جو عمل میں آئی وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہوئی۔اللہ تعالیٰ نے یہ دکھایا

کہ جس طرح مرد سے عورت کی تخلیق ہوسکتی ہے۔ اسی طرح عورت سے بھی
مرد کی تخلیق ہوسکتی ہے۔یعنی مرد کی تخلیق سے عورت کی تخلیق ہونااور
عورت کی تخلیق سے بغیر مرد کے تخلیق ہونااس بات کا ثبوت ہے کہ آدم اور حوا
میں کوئی ممتاز حیثیت ہم قائم نہیں کرسکتے۔جس طرح آدم سے حوا تخلیق
ہوگئی اسی طرح حضرت مریم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام
تخلیق ہوگئے۔یہ کہنا کہ کائنات میں مرد کو فضیلت حاصل ہے اس بنیاد پر کہ
آدم کی ذیلی تخلیق حوا ہے اس لئے صحیح نہیں ہے کہ قرآن یہ بتارہا ہے کہ
حضرت مریم کی ذیلی تخلیق حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔مطلب یہ ہوا کہ
عورت اور مرد کا جو تصور ہے کائناتی نظام کے تحت اس میں مساوات ہے اس
میں یکسانیت ہے اور اس میں برابری ہے۔پھر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں
اس بات کو مزید واضح طور پر بیان فرمایا ... و من کل شیء خلقنا زوجین اثنین
... کہ ہماری تخلیق کا فارمولا یہ ہے کہ ہم ہر چیز کو جوڑے جوڑے پیدا کرتے
ہیں۔یا جوڑوں سے تخلیق ہوتی ہے۔تو اگر اس قانون کے اوپر مزید تفکر کیا جائے
تو وہاں صورت یہ بنے گی کہ جب آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی تو پہلے آدم
کا جسمانی نظام مٹی سے تخلیق ہوا۔اور اس مٹی کے اندر اللہ تعالیٰ نے اپنی
یہاں بھی مٹی اور روح دو چیزیں زیر بحث آگئی۔پھر تیسری روح ڈال دی۔
بات یہ ہے کہ مٹی میںاللہ تعالیٰ نے اپنے حکم سے جب روح ڈالی پھر یہ بات زیر
بحث آگئی کہ ایک خالق ہے اور ایک مخلوق یعنی اللہ۔ تو تخلیق کا جو فارمولا ہے
اس فارمولے میںمرد ہو یا عورت ہو دونوں برابر ہیں۔دونوں کی حیثیت یکساں
ہے۔لیکن مزید جب ہم تفکر کرتے ہیں اور غور کرتے ہیںتو وہاں صورت حال یہ
ہے کہ مرد عورت کے برابر تو ہے معاشی اعتبار سے اس کو فضیلت بھی ایک
حاصل ہے کہ گھر کی نگرانی کرتا ہے سرپرستی کرتا ہے ، خورد و نوش کا
اہتمام کرتا ہے ۔ لیکن تخلیق میں یہ بات بڑی اہم ہے کہ جب ہم کسی بچے کی
تخلیق کے اوپر تفکر کرتے ہیںتو وہاں ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ باپ کا حصہ بچے
کی تخلیق میں بالکل نہ ہونے کے برابر ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے ایک
نطفہ سے ایک قطرہ خون سے پیدا کیا۔وہ ایک قطرہ خون جب رحم میں قرار
پاجاتا ہے تو اب اس قطرہ خون کی جو تشکیل ہوتی ہے اس قطرہ خون کی جو
نشو و نما ہوتی ہے ۔ اس نشو و نما میں سارا حصہ ماں کا حصہ ہے۔سب جانتے
ہیںکہ ایک قطرہ خون کو ماں نو مہینے تک اپنے خون سے سینچ کر پروان چڑھاتی
ہے۔پھر پیدائش کا عمل ہوتا ہے ۔ پیدائش کے عمل سے وہی ایک قطرہ خون جو
نو مہینے ماں کے پیٹ میں رہ کر ماں کے خون سے تشکیل پایا تھا اس تشکیل میں
پھر ماں دو سال تک سوا دو سال تک اپنا خون انڈیلتی رہتی ہے۔اگر بچے کی
پیدائش پر تفکر کیا جائے تو اس کے علاوہ ہر گز کوئی بات یقینی نہیں ہے کہ بچے
ایک ڈائی ہے اس ڈائی میںایک قانون کے ماں کے علاوہ ہرگز کچھ نہیں ہے۔
تحت ایک تخلیقی عمل کے تحت ماں اپنا خون جمع کرتی رہتی ہے اور اس خون
سے بچے کی تشکیل ہوتی رہتی ہے۔اب یہ کہنا کہ ماں کی حیثیت باپ کے

مقابلے میں کم ہے اس لئے صحیح نہیں ہے کہ کسی باپ نے بچے کے اندر نو مہینے
اور سوا دو سال اپنا خون منتقل نہیں کیا۔پھر آپ اور مزید غور کریںقرآن پاک میں
جب اللہ تعالیٰ عورتوں اور مردوں کا تذکرہ فرماتے ہیںتو کہتے ہیں ... ان
المسلمین والمسلمات ... مسلمان مرد مسلمان عورتیں... والمؤمنین والمؤمنات
... مومن مرد مومن عورتیں ... والقانتین والقانتات ... قناعت کرنے والے مرد
قناعت کرنے والی عورت... والصائمین والصائمات ... روزہ رکھنے والے مرد روزہ
رکھنے والی عورتیں... والحافظین فروجھم ولحافظات ... اپنی عصمت کی
حفاظت کرنے والے مرد اور اپنی عصمت کی حفاظت کرنے والی عورتیں۔
والذاکرین کثیرا والذاکرات ... اور خشوع و خضوع کے ساتھ اللہ کا کثرت کا ذکر
کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی عورتیں۔ وعد اللہ مغفرۃ ...... دونوں کا اجر
اللہ کے پاس محفوظ ہے۔یہ زمانہ یہ جو دنیا ایک زمانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ جو
کائناتی سسٹم بنایا ہے اس کائناتی سسٹم میں جب آپ غور کریں گی آپ کو ایک
بات نظر آئے گی کہ سارا کائناتی سسٹم طبقوں میںاور گروپس میںبٹا ہوا ہے۔اگر
یہ کائناتی سسٹم طبقوں میں اور گروپس میں تقسیم نہ ہو تو یہ نظام دنیا کا
چل ہی نہیں سکتا۔مثلاً ایک طبقہ یہ ہے کہ وہ جوتا بناتا ہے ۔اسے آپ موچی کا
نام دیتے ہیں۔ایک طبقہ ایسا ہے جو کپڑے سیتا ہے اسے آپ درزی کا نام دیتے
ہیں۔ ایک طبقہ ایسا ہے جو تعلیم و تربیت دیتا ہے اسکو آپ ٹیچر کہتے ہیں۔جتنا
آپ اس کو کھنگالتے چلے جائیں گے ۔ جتنا آپ اس کے اندر غور و فکر کریں گے یہ
آپ کو ایک ہی بات نظر آئے گی کہ سارا نظام زمین کے اوپر موجود نظام طبقات
میں تقسیم ہے۔کسی ایک طبقے کو اگر آپ نکال دیںاس نظام میں سے تو سارا
نظام تلپٹ ہوجائے گا اور خراب ہوجائے گا۔ اس کو آپ یہ بھی کہہ سکتے ہیںکہ
یہ دنیا کا سارا نظام ایک زنجیر ہے اس زنجیر میں بے شمار کڑیاں ہیںہر کڑی
دوسری کڑی کی محتاج ہے چاہے وہ پہلے نمبر پر ہو چاہے وہ دوسرے نمبر پر
ہو۔مثلاً ایک زنجیر ہے اس کے اندر کڑیاں ہیںاس ایک کڑی کے اوپر پہلے نمبر کی
کڑی بھی قائم ہے اور تیسرے نمبر کی کڑی بھی قائم ہے اس کڑی میں سے آپ
کوئی ایک کڑی نکال دیں تو اب آپ کا جو رشتہ ہے دو کڑیوں سے ٹوٹ جائے گا
پہلی کڑی سے اور دوسری کڑی سے۔تو اس کا مطلب ہے ہر ایک کڑی کو دو
کڑیوں نے سنبھالا ہوا ہے۔جب تک دو کڑیاں ایک جگہ قائم نہ ہونتو زنجیر نہیں
بن سکتی۔اور جب زنجیر نہیں بن سکتی تو اس کا نام آپ زنجیر نہیں رکھ
سکتے۔یہی سارا کائناتی نظام ہے۔اس نظام میں تبدیلیاں واقع ہوتی رہتی ہیں۔
تاریخ آپ کے سامنے ہے۔کبھی کوئی برسر اقتدار آجاتا ہے کبھی کوئی برسر اقتدار
آجاتا ہے۔موسم میں تبدیلیاں آتی رہتی ہیں ۔ کبھی گرمی ہوجاتی ہے کبھی
سردی ہوجاتی ہے۔دنیا کی زمین کا جو جغرافیائی حدود ہیں ان میں تبدیلیاں آتی
رہتی ہیں۔کبھی طوفان آجاتے ہیں کبھی زلزلے آجاتے ہیں۔ جہاںشہر ہوتے ہیں
وہاں ٹیلے بن جاتے ہیں۔جہاں آبادیاں ہوتی ہیں وہاں پانی آجاتا ہے۔اور جہاں
پانی ہوتے ہیں وہاںآبادیاں بن جاتی ہیں۔تو یہ ایک سسٹم یہ بھی ہے کہ یہ دنیا

کسی بھی لمحے کسی بھی آن قائم نہیں رہتی۔اس میں ہر لمحے ہر آن تغیر ہوتا رہتا ہے۔اس کی مثال ہر آدمی خود ہے۔مثلاً ایک آدمی پیدا ہوتا ہے، ایک خاتون پیدا ہوتی ہیں۔جیسے ہی پیدا ہوتی ہے اسی لمحے سے اس کے اندر تبدیلی واقع ہونا شروع ہوجاتی ہے۔پیدائشی بچہ اور آٹھ دن کا بچہ اور چالیس دن کا بچہ اور سال بھر کا بچہ اوربارہ سال کا بچہ اور جوانی کیا اس میں آپ کو کوئی تغیر اور تبدیلی نظر نہیں آتی؟ پیدائش شروع ہوئی اور تغیر شروع ہوا۔اور یہ تغیر ہی ہے کہ یہ تغیر ایک حد پر آکر رک جاتا ہے اور جب تغیرکی مزید گنجائش نہیں رہتی تو وہ تغیر ختم ہوجاتا ہے اور اس تغیر کا نام موت ہے۔یعنی جو چیز پیدا ہوئی وہ تغیراتی لمحات میںسفر کرکرکے ایک ایسے مقام پر پہنچ جاتی ہے جہاں مزید تغیر نہیں ہوسکتا اور جہاںمزید تغیر نہیں ہوتا مادی اعتبار سے وہاں موت ہوجاتی ہے۔یہ ایک سلسلہ ہے۔ تو جب ہر انسان کے اندر تغیراتی سلسلہ قائم ہے تو دنیا میں بھی تغیرات کا سلسلہ قائم ہے۔ابھی دیکھیں ہندوستان تھاایک تغیر آیا انقلاب آیا پاکستان بن گیا۔اور جتنا بھی آپ تاریخ کے اوپر غور کریں گی ایک ہی صورت نظر آئے گی کہ یہاں ہر لمحے ، ہر آن تغیر واقع ہوتا رہتا ہے۔اب صورت یہ ہے کہ جو لوگ اس تغیر سے فائدہ اٹھالیتے ہیںوہ سرفراز ہوتے رہتے ہیں۔ اور جو لوگ تغیر کی بنیاد پر کوئی سوچ بچار نہیں کرتے اور وہ جانوروں کی طرح بھیڑوں کی طرح، بکریوں کی طرح رہتے ہیں وہ دنیا میں کوئی مقام حاصل نہیں کرسکتے۔تاریخ یہ بتاتی ہے کہ یہ دنیا ہر دس ہزار سال کے بعد اپنی بیلٹ بدل دیتی ہے۔یعنی جس بیلٹ پر یہ زمین محوری اور طولانی گردش میں سفر کررہی ہے وہ بیلٹ تبدیل ہوجاتا ہے۔اور جب وہ بیلٹ تبدیل ہوجاتی ہے تو پورا معاشرہ ، پورا نظام ختم ہوجاتا ہے۔اور از سر نو نیا معاشرہ نیا نظام قائم ہوجاتا ہے۔حضور قلندر بابا اولیا نے ہمیں جو علوم عطا کئے ہیںسلسلہ عالیہ عظیمیہ کے کارکنان کو ، دوستوں کو جو علوم عطا کئے ہیںان علوم میں ایک خاص بات یہ ہے کہ زمانہ تبدیل ہوتا رہتا ہے۔اور اس زمانے میں جو تبدیلی واقع ہوتی ہے وہ پہلے کے مقابلے میں بالکل الٹ ہوتی ہے اور برعکس ہوتی ہے۔اس حقیقت کے پیش نظر اب صورت حال یہ ہے کہ اب جو زمانہ تبدیل ہوگا جس میں کوئی زیادہ عرصہ نہیں نظر آرہا ہے۔ اس زمانے میں مردوں کے اقتدار کی جگہ اللہ تعالیٰ خواتین کو بااقتدار دیکھنا چاہتا ہے۔تاریخ میں جو ظلم و ستم عورت کے اوپر ہوا ہے۔ تاریخ میں جس طرح خواتین کواور عورتوں کو نظر انداز کیا گیا ہے۔ عورتوں کے اوپر جو مصائب اور پریشانیاں مسلط کی گئی ہیںمحض اس بنیاد پر کہ وہ عورت ہے ۔ اللہ تعالیٰ کے نظام کے تحت چونکہ یہ غلط ہے۔ غلط تھا۔اللہ تعالیٰ چونکہ انصاف فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے لئے عورت اور مرد برابر ہیں۔اس لئے اللہ تعالیٰ اب اس نظام کو ختم کرکے ایک ایسا نظام لانا چاہ رہے ہیںکہ جس نظام میں عورت کی حاکمیت ہوگی جس نظام میں عورت کو اقتدار حاصل ہوگا۔یہ بات میں نے بارہ چودہ سال پہلے اپنی ایک کتاب میں لکھ دی تھی۔لوگ بڑے ناراض ہوئے تھے۔ اب

صورت حال یہ ہے کہ اگر آپ دیکھیںاس وقت دنیا کے ممالک میںتقریباً دس یا گیارہ عورتیںحکمراں ہیں۔اور یہ تعداد برابر بڑھتی چلی جائے گی۔اب ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ چونکہ ہمیں اس بات کا علم ہوگیا ہے کہ عورتوں کا زمانہ اب قریب آرہا ہے تو ہماری یہ ذمہ داری ہے کہ ہم اپنے مزاجوں کو اپنے ذہنوں کو ، اپنی طرز فکر کو اس قدر جلا بخشیںکہ جب عورتوں کی حکمرانی کا دور آئے کہ ہم اس طرح کی ناانصافیاں نہ کریں کہ جس طرح مردوں سے دانستہ یا نادانستہ ناانصافیاں ہوئیں۔لیکن اگر ہم نے اپنی حیثیت کو اجاگر نہیں کیا۔ اگر ہم خود کو بھیڑ بکریاں ہی سمجھتے رہے تو اقتدار ہونے کے باوجود بھی عورت کی حیثیت میں کوئی نمایاںتبدیلی نہیں ہوگی۔اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بڑی وضاحت کے ساتھ یہ بات فرمادی ہے کہ کوئی مرد کوئی عورت بغیر عورت کے بغیر مرد کے پیدا نہیں ہوسکتا۔یعنی پیدائش میں دونوں کا حصہ برابر برابر ہے اور ویسے فزیکل تو ماں کا حصہ زیادہ ہے۔دوسری بات یہ کہ دماغی اعتبار سے عورت اور مرد کا جو فاصلہ تھاموجودہ دور میںتعلیم نے اس کی بھی نفی کردی ہے۔دنیا کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے کہ جس میں خواتین مردوں کے برابر کام نہ کرتی ہوں۔ بڑے سے بڑے فرم کی منیجر بھی ہوتی ہیں۔جنرل منیجر بھی ہوتی ہیں۔ڈائریکٹر بھی ہوتی ہیں۔بینکوں میں بھی ہوتی ہیں۔جج بھی ہیں وکیل بھی ہیں ڈاکٹر بھی ہیں۔اور یہ تعداد آپ اگر غور کریں برابر بڑھتی چلی جارہی ہے ، برابر بڑھتی چلی جارہی ہے ۔ اب جو لوگ اللہ کے اس قانون سے مستفیض ہونا چاہتے ہیں۔ جو خواتین اپنے حقوق کی پائمالی کو ختم کرکے اللہ کے دئے ہوئے حقوق کا حاصل کرنا چاہتی ہیںان کی ڈیوٹی یہ ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ تعلیم حاصل کریںزیادہ سے زیادہ اپنے اندر فکرایسی پیدا کریںجو فکر تفکر پر مبنی ہو۔ جو فکر ریسرچ کے اوپر مبنی ہو۔اس وقت عالم اسلام کی بات کرتے ہیں۔ عالم اسلام پر ہولڈ مردوں کا ہے۔سب جانتے ہیں۔ہونا بھی چاہئے۔اس لئے کہ مردوں کا دور ہے۔اللہ کی طرف سے ہی یہ دور ہے۔عالم اسلام میںاس وقت جو زبوں حالی ہے۔ عالم اسلام میں اس وقت جو افرا تفری اور ذلت و رسوائی ہے اس کی بنیاد یہ ہے کہ عالم اسلام میںمردوں نے دانشوروں نے تفکر کرنا چھوڑ دیا۔قرآن میں تفکر کرنا چھوڑ دیا۔تفکر ایک ایسی چیز ہے کہ جس کی بنیاد پرانسان ہمیشہ ترقی کرتا ہے۔وہ تفکر اگر آپ مادیت میں بھی کریںتب بھی آپ کی ترقی ہوگی۔موجودہ سائنس آ پ اٹھا کر دیکھ لیں۔ سائنٹسٹ مادیت میں تفکر کرتے ہیں۔اس تفکر کے نتیجے میں کتنی ایجادات منظر عام پر آگئیں۔اب قرآن ایک ایسی کتاب ہے جو اللہ کی بنائی ہوئی کائنات کی تخلیق سے متعلق ایک مکمل دستاویز ہے۔اس دستاویز میں جب تک ہمارے مسلمان باپ ہمارے باپ ، ہمارے بھائی، ہمارے بزرگ تفکر کرتے رہے ان کو حکمرانی حاصل رہی۔جیسے جیسے مصلحتوں کی بنیاد پر ، غیر مسلم سازشوں کے تحت مسلمان بے وقوف بنتے رہے ، اور قرآن سے ان کا تفکر کم ہوتا چلا گیااسی مناسبت سے مسلمان ساری دنیا میںذلیل و خوار ہوتے چلے گئے۔اب دور ہے خواتین کا۔اگر خواتین نے

اپنے باپ دادا کی اس غلط روش پر غور نہیں کیااور اس روش سے کچھ سبق حاصل نہیں کیاتو خواتین کا بھی وہی حشر ہوگا جو مردوں کا حشر ہوا۔دنیا میں اس وقت آپ دیکھیںخواتین اس طرح سامنے آرہی ہیںکہ ہر جگہ اب مرد ان کا مقابلہ کرنے پر عاجز اورمسکین محسوس کرتے ہیں۔دنیا کی بات آپ چھوڑیں۔ وہاں ایک الگ مذہب ہے ۔ ایک الگ مسلک ہے ۔لیکن ہم جو خواتین ہیں۔ ہماری جو مائیں ہیں بہنیں ہیں، بیٹیاں ہیں ہم ایک رسول محمد اللہ ﷺ کے امتی ہیں۔ہمیں اب یہ کرنا ہے کہ بحیثیت امت رسول کے جو کام مرد نہیں کرسکے وہ ہمیں کرنا ہے۔اور وہ یہ کرنا ہے کہ قرآن کو پڑھنا ہے ، قرآن کو سمجھنا ہے ، قرآن کے اندر تفکر کرنا ہے۔ اور قرآن کے اس حصے پر عمل درآمد کرنا ہے کہ ہر انسان کے اندر ایک روح کام کرتی ہے۔اور جب تک وہ روح اس جسم کے ساتھ رہتی ہے انسان کے اندر تقاضے موجود رہتے ہیںاور جب جسم سے روح منتقل ہوجاتی ہے (7/8 سیکنڈ تک آواز غائب ہے)

جو حقائق بیان کئے ہیں اس کا اختتام اس بات پر کرتا ہوںکہ اللہ تعالیٰ نے عورت اور مرد کو برابر برابر پیدا کیا ہے۔اور اللہ تعالیٰ یہ چاہتے ہیں کہ مرد اور عورت اس دنیا کو سنوارے بنائے زینت بخشے۔اس کی صورت یہ ہے کہ جب بھی کوئی چیز کوئی بندہ کرتا ہے تواس کو یہ تلاش ہوتی ہے کہ کوئی رہنمائی ملے کوئی اسکول ملے ، کوئی کالج ملے ۔ سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحمت عنایت، محبت اور نسبت سے سلسلہ عالیہ عظیمیہ نے اس بات کا پرچار کیا ہے اور اس پر بہت کافی لٹریچر جمع کیا ہے کہ خواتین بھی اگر سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات پر عمل کریںتو انہیں وہ مقام مل سکتا ہے جو مقام اللہ کے نزدیک عورت کا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ... ھن لباس ......کہ میاں بیوی ایک دوسرے کا لباس ہیں۔ اب دیکھئے لباس کو آپ جسم سے الگ نہیں کرسکتے۔جسم کو لباس سے الگ نہیں کرسکتے۔اس کے لئے آسان ترین طریقہ یہ ہے کہ ہم اپنی دماغی صلاحیتوں کو بیدار کریں ، متحرک کریں۔ اور دماغی صلاحیتوں کو بیدار اور متحرک کرنے کایقینی اور قریب ترین جو طریقہ ہے وہ یہ ہے کہ آپ شعور میں رہتے ہوئے لاشعور کے اندر گھسنے کی داخل ہونے کی کوشش کریں۔لاشعور کے اندر داخل ہوناکس طرح ممکن ہے ۔ لاشعور کے اندر داخل ہونے کا طریقہ تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ، تمام اولیا اللہ نے جو کیا ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے خاتم النبین ﷺ نے جو طریقہ اختیار کیا ہے وہ ہے مراقبہ۔سلسلہ عالیہ عظیمیہ کی تعلیمات ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جس طرح غار حرا میںمراقبہ کے ذریعے اللہ کی آیات میں تفکر کیااللہ کو ڈھونڈا ہے خود کو ڈھونڈا ہے اسی طرح حضور کی امت میں ہر مرد اور ہر عورت کے اوپر یہ فرض ہے کہ وہ اپنے آپ کو ڈھونڈے۔اپنے آپ کو تلاش کرے۔حضور پاک ﷺ کا فرمانا ہے کہ جس نے خود کو پہچان لیاوہ اپنے رب تک پہنچ گیا، اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔اب ایک پہچاننا تو یہ ہے کہ ہر آدمی یہ جانتا ہے کہ میرا ہاتھ ہے میرا منہ ہے ، میری آنکھیں ہیں، میں کھانا کھاتا ہوں، میں سوجاتا ہوں۔لیکن اس جاننے

پہچاننے میں تو ہر انسان جانوروں کے برابر ہے۔مثلاً کیا آپ یہ سمجھتے ہیںکہ ایک کبوتر یہ جانتا کہ میرے یہ ہاتھ ہیں میرے یہ پر ہیں، میرا یہ منہ ہے ، میری یہ آنکھ ہے؟ کیا ایک بلی یہ بات نہیں جانتی کہ میں بلی ہوں؟ میرا جسم ہے؟ اگر وہ نہیں جانتی تو وہ آگ سے کیوں بچتی ہے؟ مار سے کیوں بھاگتی ہے؟اگر وہ یہ نہیں جانتی تو پیار کوکس طرح محسوس کرتی ہے۔ اگر وہ یہ نہیں جانتی کہ میرے کھانے پینے کی چیز کیا ہے تو وہ دودھ اور چھیچھڑے کیوں کھاتی ہے؟ پتے کیوں نہیں کھاتی؟ بکری اگر اپنے آپ کو نہیں جانتی تو بکری گوشت کیوںنہیں کھاتی پتے کیوں کھاتی ہے؟شیر اگر اپنی ذات سے واقفیت نہیں رکھتا تو شیر گوشت ہی کیوں کھاتا ہے؟پتے کیوں نہیں کھاتا؟ ہر آدمی اپنی ذات سے اس حد تک واقف ہے کہ ہاتھ ہے، پیر ہیں، یہ میری کھانے کی چیز ہے، یہ میری کھانے کی نہیں چیز ہے۔خود کو پہچاننے کا مطلب یہ ہے کہ جس بنیاد پر آپ کا جسم قائم ہے جو چیز آپ کے جسم کو سنبھالے ہوئے ہے جس چیز نے آپ کے جسم کو حرکت دی ہوئی ہے اس چیز کا پہچاننا اپنے آپ کا پہچاننا ہے۔ اور وہ چیز آپ کی روح ہے۔یا وہ چیز آپ کا لاشعور ہے۔طریقہ کار بہت آسان ہے۔جو سلسلہ عالیہ عظیمیہ نے پیش کیاوہ یہ ہے کہ چوبیس گھنٹے میںپندرہ منٹ صبح کو اور پندرہ منٹ شام کو یعنی آدھا گھنٹہ چوبیس گھنٹے میں آدھا گھنٹہ آپ اپنے پہچاننے کے لئے متعین کریں۔ اس آدھے گھنٹے میں دوسرا کوئی کام دوسرا کوئی خیال آپ کو نہیں آنا چاہئیے۔چوبیس گھنٹے میں آدھا گھنٹہ آپ کو صرف یہ پہچاننا ہے کہ میں کون ہوں؟ میں کون ہوں سے مراد پھر وہی جسمانی گوشت پوست کا بندہ نہیں ہوسکتا۔ اس لئے کہ ہم دیکھتے ہیںکہ جب آدمی مرجاتا ہے تو جسمانی گوشت پوست میں کوئی تبدیلی کوئی تغیر واقع نہیں ہوتالیکن تغیر واقع نہ ہونے کے باوجودانسان نہ حرکت کرسکتا ہے نہ بول سکتا ہے ، نہ سن سکتا ہے ۔ اگر اس کو مارا پیٹا جائے تو کوئی احتجاج نہیں کرتا۔اگر اس کے حلق میں کوئی چیز ڈالی جائے تو وہ حلق کے نیچے نہیں اتر سکتی۔توا س کا مطلب یہ ہوا کہ ہم اپنی ذات کا جب ذکر کرتے ہیںذات سے مراد جسمانی گوشت پوست نہیں ہے۔ ذات سے مراد یہ ہے کہ وہ ہماری ذات ہے کہ جس نے ہمارے جسمانی نظام کو متحرک کیا ہوا ہے۔جو ہمیں بھوک لگاتی ہے جو ہمیں پیاس لگاتی ہے۔کبھی آپ نے دیکھا ہے کہ کسی مردے نے اٹھ کر یہ کہا ہو کہ مجھے پانی پلاؤ؟ کبھی آپ نے سنا کبھی کسی کو مردہ آدمی نے اٹھ کریہ کہا ہوکہ بھائی میں دو دن سے بھوکا ہوں مجھے روٹی تو کھلا دو؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو اصل انسان تھا یا اصل مرد تھا یا اصل عورت تھی وہ جسم نہیں ہے۔ اصل مرد یا اصل عورت نے جب جسم کو چھوڑ دیاجسم کی اپنی حیثیت ختم ہوگئی۔تو جب ہم یہ کہتے ہیں کہ اپنے آپ کو ہمیں پہچاننا ہے ، اپنے آپ کو پہچاننے سے مراد جسم کو پہچاننا نہیں ہے جسم تو جانور بھی پہچانتے ہیںاس انسان کو پہچاننا ہے اس ہستی کو پہچاننا ہے جس ہستی نے اس جسم کو سنبھالا ہو ا ہے۔جو ہستی اس جسم کو متحرک کئے ہوئے ہے۔اور اس کا طریقہ سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو اختیار

فرمایاو۔ غار حرا میں مراقبہ ۔۔۔ہم چوبیس گھنٹے اللہ کی نعمتیں کھاتے ہیں۔
اللہ کی نعمتیں استعمال کرتے ہیں۔ مفت ہوا مفت پانی، مفت زمین۔ اب بچہ
ماں کا دودھ پیتا ہے وہ بھی مفت۔سو دو سال ہر بچہ نے پینا ہوتا ہے ماں کا
دودھ کوئی پیسہ نہیں دیا گیا۔ہر چیز مفت اللہ کی طرف سے ہے۔ آکسیجن
مفت، بارش مفت۔دھوپ مفت، چاندنی مفت۔کیا اتنے بڑے مجمع میں کوئی ایک
فرد یہ بتاسکتا ہے کہ جس مکان میں وہ رہ رہا ہے اس زمین کے اللہ کو کوئی
پیسے بھیجے ہیں؟ کیا کوئی آدمی اس بات کی نشاندہی کرسکتا ہے کہ ٹنوں کے
حساب سے وہ پانی پی جاتا ہے گیلن سے گیلن پانی پی جاتا ہے کیا کبھی اس نے
اللہ کو کسی ایک گلاس پانی کا پیسہ بھیجا ہے؟ چوبیس گھنٹے ہم اللہ کی نعمتیں
استعمال کرتے ہیں مفت ۔ تو کیا اللہ کا ہمارے اوپر اتنا بھی حق نہیں ہے کہ
چوبیس گھنٹے میں ہم خود کو پہچاننے کے لئے پندرہ منٹ صبح اور پندرہ منٹ رات
کو نکالتے ہیں؟ اور اگر حق نہیں ہے اگر ہم اس پر عمل نہیں کرتے تو کتے بلی
میں اور انسان میں ہرگز کوئی فرق نہیں ہے۔اگر آپ کو کتے بلی کی صف سے
نکلنا ہے ۔ اگر آپ کو انسانیت کا شرف حاصل کرنا ہے۔ اگر آپ کو اپنی
صلاحیتوں کو بیدار اور متحرک کرکے اپنا ایک مقام بنانا ہے ۔ اگر آپ کو اپنی
شناخت کرانی ہے بحیثیت مخلوق کے کہ عورت بھی ایک مخلوق ایسی اللہ کی
جو کائنات میں اپنا مقام حاصل کرسکتی ہے اور جس نے کائنات میں اپنا مقام
حاصل کیا ہے ۔ کیا حضرت مریم علیہ السلام کے بارے میں کوئی یہ کہہ سکتا ہے
کہ اس کو کائنات میں مقام حاصل نہیں ہے؟ کیا کوئی عورت یہ کہہ سکتی ہے
کہ وہ اس کے بغیر اس زمین پر کوئی پیغمبر پیدا ہوا ہے ؟ کیا کوئی مرد اس بات
کا دعویٰ کرسکتا ہے کہ ماں کے بغیر ولی اللہ اس زمین پر پیدا ہوا ہے ؟ کیا
عورت اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کا کفران کرسکتی ہے کہ دنیا کا ہر بڑے سے بڑا
سائنسدان عورت کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی عنایات خواتین کے اوپر
اتنی ہیںاللہ تعالیٰ نے جب اپنی محبت کا اظہار کیا تو اس میں بھی باپ کا ذکر
نہیں کیایہ فرمایا کہ میں ستر ماؤں سے زیادہ محبت کرتا ہوں۔اب اگر عورت
اپنا مقام نہ ڈھونڈے ۔ اگرعورت اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی صلاحیتوں کا کفران کرے
۔ اور اگر عورت معاشرے میں مظلوم بن کر رہے ۔ معاشرے میں ایک گھٹیا چیز
بن کر رہے تو اس میں عورت کا ہی قصور ہے ۔ اللہ میاں نے تو ایک عام اپنی
عطا عورت کے اوپر عام کردی ہے۔عورت کو ماں کا مقام دے کر اتنی بڑی
فضیلت عطا کردی ہے کہ جو فضیلت اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے پسند کیا کہ ... احسن
الخالقین ...۔ ایک خالق اللہ ہے۔اور ذیلی خالق ماں ہے۔اب یہ ماں کا کام ہے کہ
وہ ایسے راستے اختیار کرے جن راستوں پر اس کو اپنی پہچان ہو۔ ایسے راستے
اختیار کرے جس راستے پر چل کر وہ رسول اللہ ﷺ کے دربار میںجب دل چاہے
حاضر ہوسکے۔اور ایسے راستے اختیار کرے جن راستوں پر چل کر وہ اللہ تعالیٰ
کا قرب حاصل کرسکے۔جب یہ راستے حاصل ہوجائیں گے اس کے بعد جب اس
سے اولادیں پیدا ہوں گی ان کے اندر بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت، اللہ تعالیٰ کی

عنایت اور اللہ تعالیٰ کی مشیت کام کرے گی۔اللہ تعالیٰ آپ سب کو خوش
رکھے۔اور ہم سب کو سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے راستے پر چلنے کی
توفیق عطا فرمائے۔اور ہم سب کو اپنی روح کو ڈھونڈنے کی صلاحیت عطا کرے
اور توفیق دے آمین۔۔